افغانستان، عراق وغیرہ میں کونسی جمہوریت نے انہیں اپنی سرزمین کو پامال کرنے کی دعوت دی تھی؟! کیا ان مسلمان ملکوں میں جمہوریت کی پامالی کرتے ہوئے جمہور مسلمانوں کو قتل نہیں کیا گیا؟؟ اور اب تک کیا قتل نہیں کر رہے ہیں ؟؟ کیا ان ملکوں کے جمہور عوام اب کے غاصبانہ قبضے میں امن وسکون میں ہیں یا اس سے پہلے وہ امن وچین میں تھے؟ تونس، مصر، یمن اور لیبیا وغیرہ کی اکثر آبادی حکمران کی وفادار تھی؟؟ اور وہ کس نظام کو اپنے ملکوں میں رائج کرنا چاہتے تھے؟؟ ان ہی مسلمان حکمرانوں سے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے: ؎

مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے
تو مغرب کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو

کیا مختلف مسلمان ملکوں میں یہ اہل مغرب اپنے ایک فرد کو بچانے کے لیے سینکڑوں مسلمانوں کے خون سے ہولی نہیں کھیلتے ؟؟ کیا ریمنڈ ڈیوس کی سفا کی کے خلاف نکلنے والے عوام کی جمہوری آواز کی کچھ قدر کی گئی؟؟ کیا جمہور کے احساسات کا خیال رکھا گیا؟ ڈرون حملوں کو دیکھیے ! پاکستان کا کونسا فورم باقی بچا ہے، جس نے اس کے خلاف قرارداد پاس نہ کیا ہو؟ مذمتی بیان نہ دیا ہو؟؟ جلسے جلوس نہ نکالا ہو؟؟ کیا جمہوریت کا ٹھیکیدار امریکا ہماری جمہوری رائے کا پاس رکھ رہا ہے؟؟......

کتنی مثالیں ہیں ان جمہوری دغابازوں کی دغابازی کا...... سفاکی کا... کیا پھر بھی جمہوری نظام ٹھیک ہے؟؟......

مغربی جمہوریت کو "قلب ونظر کی رنجوری" قرار دیتے ہوئے علامہ اقبال ؒ نے کیا ہی خوب فرمایا: ؎

وہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
یہاں مرض کا سبب ہے نظام جمہوری
نہ مشرق اس سے بری ہے نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

ان تمام تر حقائق کے باوجود نظام جمہوریت میں کامیابی سمجھنے والوں کو یہی کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو فرمایا: ﴿ قل یا قوم اعملوا علیٰ مکانتکم نی عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار نه لایفلح الظالمون ۞ ﴾[الأنعام ١٣٥] "آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو، میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ سو اب جلد ہی تم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لیے نافع ہوگا، یہ یقینی بات ہے کہ حق تلفی کرنے والے کو کبھی فلاح حاصل نہ ہوگی۔"

تربیت اطفال قسط:۱

ہونہار بچوں کی تعلیم وتربیت

محمد یوسف فاروقی

نسل انسانی اللہ کی ایک امانت ہے، خصوصاً نئی نسل کی تعلیم وتربیت اسلامی تہذیب پر ہونا ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ يٰٓأيها الذين اٰمنوا قوٓا أنفسكم وأهليكم ناراً﴾ [التحريم ٥] "اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔" ﴿ المال والبنون زينة الحيوٰة الدنيا والباقيات الصالحات خير عند ربك ثوابا وخير أملا﴾ [الكهف ٤٦] "مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں، جبکہ جاری رہنے والی بھلائیاں اللہ کے نزدیک اجر کے لحاظ سے بہت بہتر اور خوب امید افزا ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه" [متفق عليه عن أبي هريرةؓ] "ہر بچہ پیدائش کے وقت مسلمان پیدا ہوتا ہے۔☆ لیکن بعد میں اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

ہر بچہ اپنے لڑکپن اور شباب سے ہوتا ہوا زندگی کے رواں دواں قافلے میں شامل ہوتا ہے۔ یہی بچے جوان ہوکر معاشرے کی مختلف اکائیوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔کوئی مسلم ہوتا ہے کوئی کافر، کوئی امیر ہوتا ہے کوئی غریب، کوئی بادشاہ بنتا ہے کوئی فقیر، کوئی قاتل ہوتا ہے کوئی مقتول، کوئی مصلح بن کر ابھرتا ہے کوئی فسادی بن کر۔

آج ہمارے معاشرے میں چلتے پھرتے انسان کل کے بچے تھے۔جس بچے کو ماں باپ اور قریبی ماحول کی اچھی تربیت حاصل ہوگئی، وہ معاشرے کا بہترین انسان بن گیا۔اور جس بچے کو نشوونما کے مراحل میں اچھی تربیت اور رہنمائی نہ مل سکی، وہ بے راہروی کا شکار ہوکر غلط راستے پر چل پڑا۔ ہر قوم اور ملک کے مستقبل کا دارومدار اس کے ہونہار بچوں پر ہے۔آج کے بچے کل کے معمار یا تخریب کار ہیں۔بچوں کو نظر انداز کر کے کوئی قوم کامیاب ہوسکتی ہے اور نہ کوئی ملک۔اسی لیے ہر دور میں بچوں کی اہمیت کو کسی نہ کسی درجے میں ضرور تسلیم کیا جاتا رہا ہے؛ لیکن انیسویں صدی کے آغاز سے بچوں پر خصوصی توجہ دی

☆ حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، جس کی بنیاد پر اس میں عقیدہ توحید اور حق کی طرف طبعی میلان ہوتا ہے۔وہ پیدائشی مسلمان نہیں ہوتا، لیکن اس طبعی میلان کی وجہ سے اسلامی تربیت کو بآسانی قبول کرتا ہے، بشرطیکہ اسے مل جائے۔ورنہ کافر والدین اس کو کفر کی طرف لے جانے میں کوئی واضح رکاوٹ نہیں محسوس کرتے۔واللہ اعلم (ابو محمد)

جانے لگی ہے۔ بچوں کے رجحانات وجذبات اوان کی نفسیات کے مطالعے وتجزیے کو ایک اہم موضوع کی حیثیت دے کر اس پر قابل قدر کام کیا جا رہا ہے۔

یورپی یونین کے آلہ کار، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سابق ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور سے "روشن خیالی" کے بہانے قوم پر مغربی تہذیب وتمدن کو مسلط کرنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی۔ لوگوں کو سبز باغ دکھا کر قائل کیا گیا۔ کمزور ایمان والے والدین نے مغربی تہذیب وتمدن کو فوراً خوش آمدید کہ کر گھروں میں بسایا، بلکہ جان ومال تک قربان کرنے پر تیار ہوئے اور اپنے ہونہار بچوں کو اسلامی مدارس سے نکال کر ایسے ماڈل پبلک سکولوں میں داخل کرایا' جن کی کتابیں، ماحول اور وردیاں ماڈرن انگریزی کی ہیں۔ پینٹ شرٹ، ٹائی وغیرہ خرید کر بھاری فیس بھی برداشت کر رہے ہیں۔ تاکہ بڑے ہو کر معاشرے کے اہم ومقتدر عناصر کی حیثیت سے سامنے آئیں۔

اس حیثیت سے بھی بچوں کو کم اہمیت حاصل نہیں ہے کہ وہ بچپن میں بھی اپنی صلاحیتوں سے ملک وملت کو مستفید کرتے ہیں۔ اگر بزرگوں کی فہم وفراست، صبر وتحمل، تجربہ کاری اور نوجوانوں کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون، ان کا جوش وولولہ ملک وملت کی تعمیر میں اہم رول ادا کرتے ہیں' تو بچوں کی معصوم ادائیں، ان کی ننھی مُنّی کلائیاں، ان کے پرسوز نغمے جذبہ جہاد کی روح بیدار کرتے اور افرادِ ملت کے اندر حوصلہ وامنگ پیدا کرتے ہیں۔

چودہ سو سال پہلے کی اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیے، جب اسلام اپنے ابتدائی دشوار گزار مراحل سے گزر رہا تھا۔ اسلام کا پیغام قریب ترین لوگوں کو پہنچانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ اپنے اہل خاندان کو کھانے پر مدعو کرتے ہیں۔ فراغت کے بعد آپ ﷺ اُن کے سامنے اللہ کا پیغام پیش کرتے ہیں، انہیں بت پرستی ترک کردینے اور الٰہ واحد کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے اور عذابِ آخرت سے ڈرا کر اعلان فرماتے ہیں: "کون ہے جو اس کانٹوں بھری راہ میں میرا ساتھ دے گا؟" خاندان کے تمام لوگ خاموش بیٹھے ہیں گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ ایک گوشے سے دھیمی سی آواز دیتی ہے: "اگرچہ میری ٹانگیں پتلی ہیں، اور عمر کم ہے، لیکن اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہر حال میں آپ کا ساتھ دوں گا۔" یہ آواز کس کی تھی؟ کسی جوان کی تھی؟ نہیں؛ بلکہ ایک بچے کی تھی، جس کی عمر بمشکل دس گیارہ سال تھی۔ اس بچے نے اللہ اور رسول ﷺ کا ساتھ دینے کا عہد اس وقت کیا، جب تمام سرداران قریش خاموش رہے۔ اس بچے کو اسلامی تاریخ علی بن ابی طالبؓ کے نام سے جانتی ہے۔ جنہوں نے زندگی بھر اس عہد کو نبھایا۔ ہر نازک موقع پر اسلام کی خاطر اپنی جان پر کھیلتے رہے اور اسلامی ریاست کے چوتھے خلیفہ بنے۔

غزوہ بدر کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مکہ کے مشرکوں نے مدینے پر حملے کی ٹھان رکھی ہے۔ پیارے نبی ﷺ دفاع کے